

(۱) تہذیب و تمدن



ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

چند چاندنی
سربستان - معاونین - عام - طلباء - پیشہ

جلد ۱۲ قادیان مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۹ء مطابق ۶ جمادی الاول ۱۳۵۸ء نمبر ۲۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تخت گاہ خلافت

(۱)

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ عنہ انگریزوں کی تکلیف سے ابھی تک آرام نہیں ہوا۔ احباب دعا کرتے رہیں۔ کہ شافی مطلق کامل شفا عطا فرمائے۔ آمین :-
(۲) خدا کے فضل سے مکرئی میر محمد اسحق صاحب ناظر ضیافت کے گھر میں بچہ پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ اور لمبی عمر والا دیندار متقی پر سیرگار ہو :-
(۳) میرے عزیز منشی محمد عمر سلمۃ اللہ ملازم دفتر چیف کمشنر دہلی کی بیوی امتہ العزیزہ کے پلوٹھا بچہ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۹ء کو قادیان میں پیدا ہوا۔ جس کے پیدا ہونے سے دو گھنٹہ بعد مرحومہ فوت ہو گئی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون :-
بچہ خدا کے فضل سے زندہ ہمارے پاس ہے۔ احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ بچہ کو پرورش فرمائے اور زندگی بخشے۔ اور مرحومہ کی مغفرت کرے۔ اور عزیز محمد عمر صاحب کو نعم البدل عطا فرمائے۔ اور مرحومہ کی والدہ کو صبر کی توفیق دے۔ آمین :-
(۴) جو کمیشن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ عنہ نے بموقع

مجلس مشاورت سلمہ کے دفاتر کی اصلاح و پر تال کے لئے تین معززین سلمہ جناب چوہدری نعت خان صاحب سینئر سب جج مطالبہ خفیہ دہلی و پیر اکبر علی صاحب ایم۔ ایل۔ سی۔ فیروز پور۔ مولوی غلام حسین صاحب ڈسٹرکٹ انپکٹر سکونڈریہ غازی نجاں کی مقرر فرمائی تھی وہ پہلے ایک بار آکر دفتروں کو دیکھ گئے۔ اب دوبارہ مختلف احباب کی شہادتیں قلمبند کرنے کے لئے آئی۔ اور شہادتیں لیکر واپس چلی گئی۔ جو اپنی رپورٹ ماہ نومبر ۱۹۳۹ء مکمل کر کے غالباً دسمبر میں بحضور حضرت صاحب پیش کر دیگی۔ شہادت دینے کی ہر ایک احمدی کو خواہ قادیان کے ہوں یا بیرون جماعتوں کے کارکن ہوں یا غیر کارکن عام اجازت تھی :-

برادر ام بابو غلام محمد صاحب اختر ڈسٹرکٹ ایڈوائزر ریلوے پشاور چھانڈنی کے کاغذات ترقی اعلیٰ افسروں کے پاس منظوری کے واسطے بھیجے گئے ہیں۔ احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو ترقی عطا کرے۔ اور وہ کامیاب ہو جائیں :-
شکر یہ اسد اکرمی ڈاکٹر محمد اشرف صاحب بائل گنج

صلی اللہ علیہ وسلم نے اخبار فاروق کی امداد میں ایک سال کا چھوٹا ارسال فرمایا ہے۔ تاکہ کسی غیر مستطیع مستحق کے نام فاروق جاری کیا جائے۔ جزام اللہ احسن الجزاء ایک اخبار ان کی طرف سے جاری کر دیا ہے :-
(۲) مکرئی انجیم بابو عبدالرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ انبالا نے قبل ازیں ایک اور اب دوسرا خریدار فاروق کے لئے عطا فرمایا۔ جزام اللہ فی الدین والآخر قابل فروخت موٹریں آنے سے پیشتر بٹالہ اور قادیان کے درمیان موٹریں چلتی تھیں۔ ۱۹ دسمبر ۱۹۳۸ء سے خدا نے اپنے فضل سے قادیان میں ریل جاری کر دی جو ہر روز تین دفعہ آتی اور تین دفعہ جاتی ہے۔ ریل کے آنے سے احمدیوں نے اپنی موٹریں بالکل بند کر کے کھڑی کر دی ہیں۔ اور اب وہ موٹریں فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ ایک فورڈ لاری موٹر ہاف ٹن جس میں دس سواریاں بیٹھ سکتی ہیں۔ اور ایک فورڈ کار اور ایک فورڈ لاری کا سامان جو کھلی ہوئی ہے نہایت کم قیمت پر فروخت ہوتی ہیں۔ اگر کسی دوست کو ضرورت ہو۔ تو خود آکر یا قادیان میں کسی احمدی دوست کی معرفت دیکھ کر فوراً خرید لیں۔ نہایت سستے داموں پر پیشگی

بہت اچھا موقع ہے۔ خط و کتابت معرفت میر فاروق قادیان پنجاب کریں :-

خبروں کا گلدستہ

(۱۰)

پشاور ۹ اکتوبر۔ سقوط کابل کی مسلسل اطلاعات

کی نیم سرکاری تصدیق بھی ہو گئی ہے۔ باختر افغانی حلقوں میں مضبوطی سے یقین کیا جاتا ہے۔ کہ جنرل نادر خاں کے بھائی شاہ محمد ولی خاں نے گذشتہ یکشنبہ کو کابل پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور سابق افغان قنصل جنرل نے جو اس وقت پاراچنار میں ہیں۔ جو برقی پیغامات بھیجے ہیں۔ وہ بالکل صحیح ہیں۔ لیکن چونکہ کابل کا بے تار برقی سلسلہ مسدود ہے۔ اس لئے براہ راست تصدیق غیر ممکن ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ کوہستانی افواج کوہ داماں کی طرف بھاگ گئی ہے۔ اب کابل پر جنرل نادر خاں کا کامل تسلط ہے۔

شملہ ۹ اکتوبر۔ حکومت ہند کے تارکے بول میں جنرل نادر خاں کا برقی پیغام موصول ہوا ہے۔ کہ میرے بھائی شاہ ولی محمد خاں نے کابل فتح کر لیا ہے۔ اور ہمارے لشکر شہر میں داخل ہو گئے ہیں۔

شملہ ۹ اکتوبر۔ بچہ سقہ کا کوئی پتہ نہیں۔ کہ کہاں ہے۔ کابل میں کوئی شخص نہیں جانتا۔ کہ وہ کہاں گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے قتل کی افواہ صحیح ہے۔

شملہ ۹ اکتوبر۔ تلخیر کابل کے سلسلہ میں سرڈینس برے وزیر خارجہ ہند شام سے پشاور کی طرف روانہ ہو رہے ہیں۔ اور انبالہ سے غالباً طیارہ پر سوار ہو کر پرواز کریں گے۔

شمارہ ایکٹ کے خلاف ہندو اور مسلمان جگہ جگہ چلتے کر رہے ہیں۔ ایک بہت بڑے پینڈت نے اپنا خطاب واپس کر دیا۔

یہوشلم ۹ اکتوبر۔ فسادات فلسطین کے متعلق تحقیقاتی کمیشن ۲۴ اکتوبر کو یہوشلم پہنچے گا۔ عربوں کی مجلس تشاور نے مصر میں ایک خاص سفیر بھیجا ہے۔ تاکہ وہ ان کے خیالات کی نمائندگی کے لئے ایک بہترین انگریز کونسل کی خدمات حاصل کرے۔

امان اللہ خاں نے ایک اخبار کے نمائندے سے فرمایا۔ کہ مجھے نادر خاں کی وفاداری پر شک نہیں۔ لیکن اگر وہ ملک کے بادشاہ بننے کے خواہاں ہوں۔ تو میں روم میں افغانی سفیر کی حیثیت سے کام کرنے کو تیار ہوں۔

دہلی ۱۲ اکتوبر۔ نوارہ کے قریب ایک نوجوان بھتی نے اپنے خاوند کو مکان کے اندر بند رکھا تھا۔ براہمن کے رشتہ داروں نے اس کی اطلاع پولیس کو دی۔ اور پولیس نے موقع پر پہنچ کر براہمن کو چھڑایا۔ مرد اپنی ماں کو چھوڑ کر اپنی سسرال میں رہنا نہیں چاہتا تھا۔ اور اپنی عورت کو سمجھانے کے لئے سسرال گیا تھا۔ کہ عورت نے اس کو روک لیا۔ اور مکان کے اندر بند کر دیا۔

پشاور ۱۰ اکتوبر۔ بچہ سقہ کے متعلق متفاد خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ ایک خبر ہے۔ کہ وہ آرک فورٹ میں مقید ہے۔ دوسری خبر ہے۔ کہ وہ روسی سرحد پر مقام سمینا میں پناہ گزیں ہے۔ اور تیسری خبر ہے۔ کہ اسے فوت ہوئے مدت ہو چکی ہے۔

علی خیل میں افواہیں پھیل رہی ہیں۔ کہ بچہ سقہ ہوائی جہاز پر سوار ہو کر کسی نامعلوم مقام کو چلا گیا ہے۔ یہ ایک معنی خیز امر ہے۔ کہ کابل سے براہ راست کوئی اطلاع نہیں آتی۔ جنرل نادر خاں کے پشاور کی دوست اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ بچہ سقہ کے آدمیوں نے کابل کا لاسکی نظام تباہ کر دیا ہے۔ جس سے موجودہ صورت میں بیردنی دنیا سے کابل کا سلسلہ اطلاعات منقطع ہو گیا ہے۔

شملہ ٹائمز کا ایک نامہ نگار رقمطراز ہے۔ کہ سائمن کمیشن کی رپورٹ کے ان اہم امور پر جو غالباً اس میں درج ہونگے۔ غور و خوض کرنے کے بعد جنرل شائع رونما ہونگے ہیں (۱) ابھی تک درجہ مستعراست قابل عمل نہیں۔ حکومت خود اختیاری آہستہ آہستہ دی جائیگی۔ اور مختلف صوبوں کے حالات کے مطابق صوبائی حکومتوں کے نظام ہائے سلطنت مختلف ہونگے (۲) تعلقات خارجہ اور ہندوستانی و ایوان ریاست کے ساتھ تعلقات کا ذمہ دار تاج برطانیہ ہو گا (۳) کمیشن

ہندوستان کو مکمل آزادی دینے کے متعلق کسی تجویز کی ناٹید و حمایت نہیں کرے گا (۴) فرقہ دار ریاست غالباً بدستور قائم رہے گی۔ اگرچہ ممکن ہے۔ کہ اس کی شکل و صورت اور وسعت میں تغیر و تبدل کیا جائے۔

پشاور ۱۲ اکتوبر۔ جلال آباد کی تلخیر کی خبر کی بھی تصدیق ہو گئی ہے۔ شنوار یوں کا مشہور رہنما محمد عالم نے بے شمار اسلحہ و سامان گرفتار کر لیا گیا ہے۔ بچہ سقہ کے گورز کابل ملک محسن کو بھی سردار شاہ ولی خاں نے گرفتار کر لیا ہے۔ اور فوجی افسروں کے فیصلہ کے مطابق اسے نشانہ بندوق بنایا گیا۔

جنرل نادر خاں کا اہل و عیال بچہ سقہ نے قبضہ کر کے اپنے علاقہ کوہ دامن میں پھج دیا تھا۔ اور ابھی تک وہیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ جنرل شاہ ولی خاں نے بچہ سقہ کو گرفتار کر لیا ہے۔ لیکن ہلاک نہیں کیا۔ اس سے کہا جا رہا ہے۔ کہ اگر تم جنرل نادر خاں کے بیوی بچوں کو صحیح سلامت ہمارے حوالے کر دو۔ تو تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جنرل شاہ ولی خاں نے امان اللہ خاں کے بھائی امجد اللہ خاں کو کابل کے تخت پر بٹھا دیا ہے۔ کابل کے خزانے سے ایک پاٹی بھی نہیں نکلی۔

کابل فتح ہونے کے بعد بچہ سقہ قلعہ ارک میں پناہ گزیں ہو گیا تھا۔ شاہ ولی خاں نے اپنے لشکر کی التجا قبول کر کے ارک پر گولہ باری نہیں کی۔ کیونکہ بچہ سقہ کے افسروں نے بچہ سقہ کو شاہ ولی خاں کے حوالے کر دیا تھا۔

جلال آباد سے اطلاع آئی ہے۔ کہ وہاں شنواری پیر محمد عالم کو جسے بچہ سقہ نے گورز مقرر کیا تھا نادر خانی لشکروں نے گرفتار کر لیا ہے۔ بہت سا سامان جنگ بھی ہاتھ آیا ہے۔

شاہی افغان خاندان کے چند شہزادوں کو جو پہلے بھی زیر حراست تھے جلاوطن کر کے رنگون بیج دیا گیا تھا۔ ان تمام شہزادوں کو جو برہما میں نظر بند تھے۔ گورنمنٹ نے رہا کر دیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء

ایک شاوری سیرلوہ کی چوری

ایڈیٹر صاحب رسالہ درویش سے استغاثہ

(پڑ)

اتفاق سے مجھے ایک پرچہ رسالہ درویش دہلی جلد ۲ نمبر ۸ مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۲۹ء پر لے کر کاغذوں میں ملا۔ میں نے اس کو دیکھنا شروع کیا۔ تو اس کے صفحوں پر ارشادات قدسی کی سُرخی نظر پڑی۔ جس کے اول ہی حضرت حجۃ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک مشہور نظم کا یہ پہلا مصرعہ

مے سزدگر خون بہار دیدہ ہر اہل دین

لکھا ہوا پایا۔ دل میں شوق پیدا ہوا۔ کہ ایڈیٹر صاحب رسالہ مذکور نے شاید اس سُرخی کے نیچے کچھ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمد علیہ السلام کے متعلق رقم فرمایا ہوگا۔ جلد جلد پڑھنے لگا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ کوئی شخص امام الدین رام نگرؒ ہے۔ جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ اور دردمیز کلام جو مرتبہ اسلام کے طور پر حضور نے روح القدس کی تائید سے لکھا تھا۔ وہ سارے کا سارا اپنے مرشد پشاور کی طرف منسوب کر کے درویش میں شائع کر دیا ہے۔ میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ جب میں نے دن دھاڑے ایک پشاور پیرزادہ کو ابساڈاکہ مارنے ہوئے دیکھا۔ کہ جس نے پر ایسا مال چرا کہ اپنے خالص مرید رام نگرؒ کے حوالہ کر دیا۔ اور اس نے سرباز اس کو بیچ کر ترانح تخیس وصول کر کے کچھ خود دیا۔ کچھ پیر کو دیا

رام نگرؒ مذکور کہتا ہے۔ کہ:-

یہ مرشدی و مولائی۔ ماہر شریعت۔ واقف طریقت

ہامی دین منین۔ مولانا مولوی حاجی حافظ قاری

پیرزادہ حضرت سید غلام محی الدین صاحب پشاور

اور ام الدین ضہیم نے اسلام کی موجودہ حالت پر ایک

دردناک اور عبرت خیز نظم تصنیف فرما کر کتریں کے

پاس ارسال فرمائی ہے۔ حضرت مدوح اسلام کا خاص

درد اپنے قلب شریف کے اندر کہتے ہیں۔ اور یہ نظم

اُسی درد دل کا عکس ہے۔ اور حضرت کوئی شاعر نہیں

ہیں۔ یہ وہ بزرگ ہیں۔ جن کی طرف سے آٹھ علماء

میدان ارتداد میں معروف کا رہیں۔ حضرت مدوح

کی روشن نیالی اس نظم سے بخوبی واضح ہے۔ اس

نے اگر ایسے بزرگوار جو ہمیشہ سے ایسے کاموں کے

ماہر ہیں۔ حضرت کو اپنا معاون بنالیں۔ یا ان کے رفیق

بن جائیں۔ تو ان کی ذات سراپا برکات اسلام کیلئے

زیادہ سے زیادہ نافع ثابت ہو سکتی ہے۔ خاکسار

امام الدین رام نگرؒ (رسالہ درویش دہلی ص ۱)

رام نگرؒ کا اخلاص اور پیرزادہ غلام محی الدین

پشاورؒ کی دیدہ دلیری دیکھئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ

السلام کی فارسی نظم جس کا پہلا شعر

مے سزدگر خون بہار دیدہ ہر اہل دین

پر پریشاں حالی اسلام و قحط المسلمین

اور آخری شعر

شکار و بارصادق ہرگز نہ ماند ناتمام

صادق را دست حق باشد نہاں ستین

ہے۔ تمام اپنے نام سے شائع کر کے آخری میں یہودیانہ

تخریف سے یہ لکھ دیا۔ کہ

شکار و بارصادق تھی نہ ماند ناتمام

معلوم ہوتا ہے۔ کہ پیرزادہ سارق بنا اور مرید کو ہمارا بنا

کر کے یکے دزد باشند دگر پردہ دار

کے مطابق لوگوں میں اپنی شہرت اور مکانہ ارتداد کیلئے

ٹکے بٹورنے کا یہ راہ اختیار کیا کہ مسیح موعود علیہ السلام

کی پرورد اور زبردست کلام کو اپنے درد دل اور محبت

اسلام کے ثبوت میں پیش کر دیا۔ اللہ! اللہ! یہ ہے

اس زمانہ کے پیروں کا نقشہ۔ یہ ہیں اسلام کی کشتی کے

ملاح۔ یہ ہیں مسلمانوں کے دلی خیر خواہ۔ انا للہ وانا

الیہ راجعون

خدا یا یہ نونے ہیں تیرا امت کے پیروں کے

بھلا آگے ترے کیا حاجت اظہار یا اللہ

پس میں اپنے دیرینہ دوست کرمی ملا محمد الواحدی دہلوی

ایڈیٹر درویش و نظام المشائخ دہلی سے مستغینانہ عرض

پر دراز ہوں۔ کہ کیا وہ ازراہ کرم اس کے متعلق رام نگرؒ

مذکور اور پیرزادہ غلام محی الدین پشاورؒ سے

دریافت فرما کر مطلع فرمائیں گے کہ یہ کلام انہوں نے سرقہ

کر کے اپنے نام سے کیوں شائع کر دیا۔ اور اس قدر کذب

صریح کی ان کو کیوں ضرورت ہوئی۔ اور کیا اس کی تردید

جلد از جلد اپنے رسالہ نظام المشائخ یا منادی وغیرہ

پر چوں ہی کر کے عند اللہ سرخرو ہونگے یا نہیں؟

فاروق کا مسیح موعود نمبر

(۷۰)

اس کے لئے مندرجہ ذیل عنوانوں کے ماتحت

مضامین کی ضرورت ہے۔ احباب جلد از جلد دود و صفو

اخبار کا مضمون لکھ کر ارسال کریں (واڈیٹر)

(۱) مسیح موعود کی کامیابی

(۲) مسیح موعود کا استقلال

(۳) واللہ یحکم من الناس

(۴) سلطان القلم

(۵) مسیح موعود کا توکل علی اللہ

(۶) مسیح موعود کا علمی اعجاز

(۷) کالج کا کلگی پوران

(۸) ذوالقرنین

(۹) اسمہ احمد کا حقیقی مصداق

(۱۰) مسیح موعود کے احسانات نہی دنیا پر

(۱۱) معجزات مسیح موعود سے ایک معجزہ دعا

(۱۲) مسیح موعود اور بائبلان دیگر مذاہب

(۱۳) صلح کاشنہزادہ

۱۴) مسیح موعود کا صلح کا بیخود نام (۱۵) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی شہداء (۱۶) حضرت کا نبی علم کلام

پنجابی مشن

حضرت مسیح موعود اور آپ اہل بیت

پیغام پارٹی کا اقتراع

راز مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی خاں قادیان

(۱۰)

پیغام صلح لاہور کے ایک تازہ پرچہ میں بعنوان "دو مسلمان فریق" ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں لکھنے والے نے اس امر کے ثابت کرنے کی ناکام سعی کی ہے کہ جماعت احمدیہ میں جو بھی تفرقہ اور اشتقاق ہوا ہے اس کی تمام ذمہ داری خاندان حضرت مسیح موعود پر اور خود قادیان کے مہاجرین و دیگر باشندگان پر پڑتی ہے۔ اور وہی اس تمام رشتہ اور فساد کی حقیقی بڑھڑھیں۔ اور گو یا کہ جماعت قادیان اور اہل بیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی رنود بالحد بانی فتنہ اور محرک فساد تھے۔ اور اگرچہ اس مضمون میں کوئی ایسی نئی بات نہیں ہے جس کا جواب اور دندان شکن جواب اب تک ہماری طرف سے نہ نکل چکا ہو۔ مگر پھر بھی چونکہ گذشتہ باتیں لوگوں کو بھولی جاتی ہیں۔ اس لئے اور نیز اس لئے بھی کہ ممکن ہے کوئی سعید روح اس مضمون سے فائدہ حاصل کرے یہ چند سطور لکھنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

خاندان حضرت مسیح موعود

پیغام صلح نے اپنے پرانے طریق کتمان پر اب بے بنیاد الزام لگائی اور مطالبہ دی کا شیوہ اختیار کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاک خاندان پر فتنہ و فساد اور ضلالت و گمراہی کا الزام ثابت کرنے کے لئے انجام آئندہ ۲۳ کا حوالہ دیا ہے۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ الفاظ لکھے ہیں کہ "ان عشیرتی سیر مجعون موعود"

اخروی الی الفساد و تیرا شدن فی الحث و الفساد۔ یعنی میرا قبیلہ ایک مرتبہ پھر طریق فساد اختیار کرے گا۔ اور وہ اپنے خجست اور عناد میں ترقی کر جائیگا۔ اب پیغام نے جہلا کو مزید دھوکہ اور فریب دیتے ہوئے حضرت اقدس کی اس تصویر کو حضور کے موجودہ خاندان پر چسپال کیا ہے۔ حالانکہ خود حضور کی اس عبارت کا سیاق و سباق دیکھنے سے صاف صاف کھل جاتا ہے۔ کہ اس قبیلے سے مراد حضور کے وہ رشتہ دار ہیں جن کے متعلق خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد مرتبہ اپنی تحریرات میں بیان فرمایا ہے۔ کہ وہ فریق جن میں سے مرزا احمد بیگ بھی ایک فرد تھے۔ اور جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رشتہ دار ہی تھے۔ سخت دین کے مخالف تھے۔ اور بعض تو اس قدر عدوت میں بڑھے ہوئے تھے۔ کہ وہ خدا اور اس کے رسول کو علانیہ گالیوں کا لڑتے تھے۔ اور صوم و صلوة اور عبادت اسلام پر ہٹھٹھا اور نسخہ کیا کرتے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کسی نشان اور معجزہ کو ہمیشہ طلب کرتے رہتے تھے۔ پس ان مخالف رشتہ داروں پر حجت پوری کرنے کے لئے خدا نے آپ سے فرمایا۔ کہ احمد بیگ کی دختر کلاں کو اپنے رشتہ کے لئے مانگ۔ تاکہ اگر وہ قبول کریں۔ تو برکت اور رحمت کے نشان ان پر نازل کرے۔ اور اگر وہ رد کریں۔ تو ان پر تہری نشان نازل کرے۔ اور اسی پر آپ نے درخواست بھی دی۔ جو کہ انہوں نے رد کر دی۔ اور جس پر احمد بیگ کی موت بھی واقع ہوئی۔ پس انہی مخالف رشتہ داروں کا اور اسی مخالف قبیلے کا انجام آئندہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس طرح انسان حق کی مخالفت میں اندھا ہو کر ایک بالکل بین اور کھلے امر کی بھی اور تشریح کر سکتا ہے۔ خود انجام آئندہ کی یہی تحریر اور اس تحریر کا سیاق و سباق اس امر کو واضح کر رہا ہے۔ کہ اس قبیلے سے کونسا قبیلہ مراد ہے۔ مگر افسوس کہ عداوت محمود میں اتنی کھلی بات پر پردہ ڈالنے اور لوگوں کو دھوکا دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ (موعود باللہ) اس قبیلے سے مراد اہل بیت حضرت

مسیح موعود ہیں۔

علاوہ ازیں اسی سوال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بر جوں موعودہ اخروی کے الفاظ تحریر فرمائے ہیں۔ جس کا فارسی ترجمہ "عقرب بار دوم سوئے فساد رجوع خواہند کرد" کیا گیا ہے۔ اب سوچ لو کہ وہ کونسا قبیلہ تھا۔ جس نے ایک بار پہلے بھی فتنہ اور فساد میں حصہ لیا تھا۔ اور گمراہی اور ضلالت پر قدم مارا تھا۔ کیا اہل بیت حضرت مسیح موعود تھے یا آپ کے مخالف رشتہ دار پس موعودہ اخروی یعنی دوبارہ بھی فساد اور فتنہ پیا کرنے والے حضرت مسیح موعود کے مخالف رشتہ دار ہی مراد لئے جاسکتے ہیں۔ نہ کہ حضور کے اہل بیت۔

خاندان حضرت مسیح موعود کی پاکیزگی

یہ تو انجام آئندہ کے حوالے کا جواب تھا۔ جو کہ میں نے دیا۔ مگر اس جواب کے علاوہ ہمارے پاس ایسے بین اور واضح دلائل ہیں۔ کہ جن سے خدا کے فضل سے اس امر پر نہایت وضاحت سے روشنی پڑ سکتی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت یقیناً اللہ تعالیٰ کے حضور برگزیدہ اور مظهر نفوس ہیں۔ اور ان کا قدم یقینی طور پر صراط مستقیم اور خدا کی رضا کے راستوں پر ہے۔ پس آپ کے اہل بیت کو فتنہ اور فساد کی اصل قرار دینا کبھی بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔

پہلا ثبوت

اس امر پر یہ ہے۔ کہ یہ ایک مسلمہ فریقین بات ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام اولاد بشارات الہیہ کے ماتحت پیدا ہوئی ہے چنانچہ حضرت اقدس کو اپنے ہرنچے کی ولادت سے پیشتر ہی خدا اہما مطلع فرما دیا تھا۔ اور آپ کی یہ عادت تھی۔ کہ قبل از وقت اشتہارات کے ذریعہ سے ایسی خبروں کو شائع فرما دیتے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نزول المسیح کے صفحہ ۱۹۲ پر ان تمام بشارات کا ذکر فرمایا ہے۔ اور خود اپنے ایک شعر میں بھی فرمایا ہے۔ مری اولاد سب تیری عطا ہے ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے اب ایک طرف ان بشارات کو رکھو۔ اور دوسری طرف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آئینہ کلمات اسلام میں سے یہ شعر پڑھو کہ ان اللہ پیشوا کا نبیاء و اولیاء و بذاتہ کما اذا قدر تو لیدی الصالحین رحاشیہ ص ۵۷ کہ خدا جب بھی انبیاء اور اولیاء کو کسی اولاد کی بشارت دیتا ہے تو وہ بھی بشارت دیتا ہے۔ جبکہ صالح اور نیک اولاد کی پیدائش خدا کے حضور مقدّم ہوتی ہے۔ پس ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام اولاد کا بشارت الہی کے ماتحت ہونا۔ اور دوسری طرف آپ کا ایسا فرامادنا یقینی طور پر ظاہر کرتا ہے کہ آپ کا خاندان خدا کے حضور نہایت مقدس اور صالح خاندان ہے۔ اور یقیناً اس کے خلاف کہنے والا اور آپ کے خاندان کو فتنہ و فساد کا بانی قرار دینے والا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کی روح کا مخالف ہے۔

دوسرا ثبوت آپ کے خاندان کی پاکیزگی پر یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ چونکہ عالم الغیب تھا۔

اور وہ بہ خوب جانتا تھا۔ کہ بعض لوگ خاندان حضرت مسیح موعود پر اعتراضات کے تیر برسائیں گے۔ اس لئے اس نے پہلے سے ہی اس مضمون خاندان کے لئے سپر اور ڈھال بننا چاہا۔ اور ان کے خلاف شکایت کرنے والوں کو منافی قرار دیا۔ چنانچہ الوصیت دیکھیں۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باقی تمام لوگوں کیلئے بہشتی مقبرہ میں مدفون ہونے کے لئے بہت سی شرائط لگائی ہیں۔ اور پھر یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ :-

”یاد رہے۔ کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا۔ کہ ہائدا منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جائے۔ بلکہ ضروری ہوگا۔ کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے پابند احکام اسلام ہو۔ تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو۔ اور مسلمان اور خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو۔ اور نیز حقوق عباد و عصب کر نیوالا نہ ہو“ ص ۵۸

مگر اہل بیت کے لئے کوئی شرط نہیں لگائی۔ بلکہ فرمایا۔ کہ :- ”بہری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت

ہو۔ ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی۔ اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا“ ص ۵۷

گویا خدا کی نظر میں اہل بیت متقی اور مطہر اور بہشتی ہیں پس ایسے مقدس خاندان پر اعتراض کر نیوالے منافق نہیں تو کون ہیں؟

تیسرا ثبوت آپ کے خاندان کی پاکیزگی پر یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بار بار خدا نے اہما فرمایا۔ انی معک ومع اھلک یعنی میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ اب اگر خدا کی نظر میں اہل بیت نفوذ یافتہ ضال اور گمراہ تھے۔ تو پھر خدا کی معیت اور خدا کی تائید اور نصرت آخر اہل بیت کے شامل حال کیوں ہوتی۔ اور کیوں خدا بہ کہتا۔ انی معک ومع اھلک۔ بلکہ پھر تو عاف ہی فرماتا چاہیے تھا۔ کہ انی معک۔ پس خدا کا ایسا فرمانا اور اپنی تائید اور نصرت اہل بیت کے ساتھ قرار دینا۔ اس خاندان کی پاکیزگی اور طہارت پر دل سے پھر یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اہمام ہے کہ :- ”اے میرے اہل بیت خدا تمہیں شر سے محفوظ رکھے“ (۲۲ مارچ ۱۹۰۹ء) پس اگر اہل بیت نے فتنہ اور فساد کھڑا کرنا تھا۔ اور دنیا میں گمراہی اور ضلالت کو پھیلانا تھا۔ تو پھر اہل بیت کے شر سے محفوظ رکھنے کے کیا معنی؟ پھر تو چاہیے تھا۔ کہ خدا انہیں شر پہنچاتا۔ مگر نہیں خدا اپنی بلاؤں کو اس مقدس خاندان سے ہٹائے رکھنے چاہتا ہے۔ جو کہ اس خاندان کی طہارت اور پاکیزگی کا یقینی گواہ ہے

چوتھا ثبوت آپ کے خاندان کی پاکیزگی پر یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب تحفہ گورٹو میں فرماتے ہیں۔ کہ :-

”خدا تجھ سے ایک نئی بنیاد ڈالے گا۔ اسی بنیاد کی مانند جو ابراہیم سے ڈالی گئی۔ اسی نسبت سے خدا نے براہین احمدیہ میں میرا نام ابراہیم رکھا“

منہجہ تحفہ گورٹو ص ۵۸

اب اگر پہلے ابراہیم کی اولاد تمہارے نزدیک بزرگ اور قابل عزت اور خدا کے حضور مقرب تھی۔ تو پھر سوچو۔ کہ اس دوسرے ابراہیم کے تحت جگہوں کو ستانے کے لئے تم رات دن کیوں کمر ہمتہ اور طیار رہتے ہو۔ اس جگہ تو صاف الفاظ میں خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کو ابراہیم کی اولاد سے مشابہہ قرار دیا ہے۔ پھر اگر ابراہیم علیہ السلام کی اولاد قابل عزت اور خدا کے حضور بزرگ تھی۔ تو یقیناً یہ خاندان بھی دیباہی بزرگ اور قابل عزت اور خدا کے حضور

پانچواں ثبوت آپ کے خاندان اور اہل و عیال کی پاکیزگی پر یہ ہے۔ کہ حضرت

مسیح موعود علیہ السلام تریاق القلوب میں فرماتے ہیں :-

”سو اس نے ایک نئے خاندان کے لئے مجھے اس اہمام میں ایک نئی بیوی کا وعدہ دیا۔ اور اس اہمام میں اشارہ کیا۔ کہ وہ تیرے لئے مبارک ہوگی۔ اور تو اس کے لئے مبارک ہوگا۔ اور مریم کی طرح اس سے تجھے پاک اولاد دی جائیگی۔ سو جیسا کہ وعدہ دیا گیا تھا۔ ایسا ہی ظہور میں آیا“ ص ۵۸

اب اس جگہ صاف اور صریح الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اولاد کو پاک فرمایا ہے۔ اور انہیں مریم کی اولاد سے تشبیہ دی ہے۔ پس اب سوچ لو۔ کہ مریم کی پاک اولاد پر ایک قوم نے حملہ کر کے کیا عزت پائی تھی۔ جو آج تم پاؤ گے۔

چھٹا ثبوت آپ کے خاندان کی پاکیزگی پر یہ ہے کہ حضرت اقدس اسی تریاق القلوب میں فرماتے ہیں :-

”سو چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا۔ کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈلیگا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا۔ جو سماں روح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے اس نے پسند کیا۔ کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے۔ اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے۔ جو ان نوروں کو جن کی میرے

منہجہ تحفہ گورٹو ص ۵۸

ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے۔ دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے ۶۵

آپ کے خاندان کی پاکیزگی پر وہ
ساتواں ثبوت عاجزانہ دعائیں ہیں۔ جو کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں کیں حضور دعا فرماتے ہیں:-

(۱) کران کو نیک قسمت۔ دے ان کو دین و دولت کران کی خود حفاظت۔ ہو ان پر تیری رحمت دے رشد اور ہدایت اور عمر اور عزت یہ روزِ کر مبارک سبحان من پرانی (ج) اے میرے دل کے پیارے۔ اے ہر باں ہلے کران کے نام روشن۔ جیسے کہ ہیں ستارے یہ فضل کر کہ ہو وہیں نیکو گھر یہ سارے یہ روزِ کر مبارک سبحان من پرانی (د) اے واحد یگانہ۔ اے خالق زمانہ میری دعائیں سن لے اور عرض چاکر انہ تیرے سپرد تینوں۔ دیں گے قمر بنانا یہ روزِ کر مبارک سبحان من پرانی (د) اہل وقار ہو دیں۔ قمر دیار ہو دیں حق پر نثار ہو دیں۔ مولیٰ کے پار ہو دیں بارگاہ دیار ہو دیں۔ اک سے ہزار ہو دیں یہ روزِ کر مبارک سبحان من پرانی پھر فرماتے ہیں:-

(۱) دعا کرتا ہوں اے میرے یگانہ نہ آوے ان پر رنجوں کا زمانہ نہ چھوڑیں وہ تیرا یہ آستانہ مرے مولیٰ انہیں ہر دم سبانا یہی امید ہے اے میرے ہادی فیضان الذی آخری الاعادی

یہ دعائیں ہیں۔ جو خدا کے اُس موعود مسیح نے کیں جسے اپنی دعاؤں کے قبول ہونے پر بڑا ناز تھا۔ پس ایسی اولاد جو کہ ان دعاؤں کے نتیجہ میں ایسے عظیم الشان انسان کی نسل سے پیدا ہو۔ وہ یقیناً صلاحیت کے تمام مراتب طے کر کے خدا کا حقیقی مقرب بن سکتی

ہے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ یقیناً اسی خاندان کی غلامی میں ہی آئندہ دنیا کی نجات ہے۔ انرض پیغام صلح کا ایسے پاک خاندان کو بانی فتنہ قرار دینا حد درجے کی دھمائی ہے۔ (باقی وارد)

سکھ

سکھوں کے اعتراض کا جواب

(۱)

ہمارے سکھ دوست اکثر کہتا کرتے ہیں۔ کہ اگر گورو صاحبِ مسلمان تھے۔ اور اشاعتِ اسلام ان کا فرض تھا۔ تو مردانہ جوہنم کا مسلمان تھا۔ اُس کو کیوں جلایا میں جبر ان ہوں۔ کہ ایک طرف تو سکھ صاحبان اس بات کا اقرار کرتے ہیں۔ کہ جنم ساکھی بھائی بالا کو ہم نہیں ملتے۔ اور دوسری طرف خود ہی جنم ساکھی مذکور سے غلط واقعات کی بنا پر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ گورو نانک دیو ہمارا راج مسلمان نہ تھے۔ جناب میں! اگر ایک آدمی مسلمان ثابت ہو جائے۔ تو اس کے متعلق ایسا خیال کرنا ہی سراسر جہالت ہے۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ یہ قصہ ہی بالکل غلط ہے۔ جس کی حقیقت کچھ نہیں۔ اور ایسے غلط واقعات جنم ساکھی میں درج ہیں۔ مثلاً جنم ساکھی ص ۱۸۹ میں لکھا ہے۔ کہ روم کا شہر مدینہ میں آباد ہے۔ اور پھر لکھا ہے۔ کہ گورو جی کی بحث قارول بادشاہ کے ساتھ ہوئی حالانکہ قارول بادشاہ گورو جی کے زمانے میں نہ تھا۔ ایسے اور سینکڑوں غلط واقعات جنم ساکھی میں درج ہیں۔ اسی طرح مردانہ کو جلانے کا واقعہ سراسر بے بنیاد ہے۔ میں اپنی کلام کو زیادہ لمبا نہیں کرنا چاہتا۔ اگر ہم بغرض محال اس بات کو تسلیم بھی کر لیں کہ گورو جی نے مردانہ کو جلایا۔ تو پھر بھی اس سے آپ کا مطلب حل نہیں ہوتا۔ دیکھو جناب کے موقد پر سینکڑوں ہندو دفن کئے گئے۔ تو کوئی نادان

اس سے یہ غلط نتیجہ نکال سکتا ہے۔ کہ وہ مسلمان تھے؟ ہرگز نہیں؟ اسی طرح گورو جی کا مردانہ کو جلانا کوئی خاص مصلحت رکھتا ہو گا۔ ورنہ ہمارے سکھ دوست بتائیں کہ کیا گورو جی نے مردانہ کا سنسکار ہندو مذہب کے مطابق کیا؟ سو واضح ہو۔ کہ ہندو مذہب میں مرنے والی مردہ جلانے کے متعلق ۹ رسمیں ہیں۔ (۱) جب انسان مرنے لگتا ہے۔ تو اس کو چار پائی سے اتار دیتے ہیں (۲) مردہ کے ہاتھ پر دیو اجاتے ہیں۔ تاکہ اس کو دھرم راج کے سامنے جانے وقت اندھیرا نہ ہو۔ (۳) پند پھر کر برہمنوں کو تقسیم کرنا۔ (۴) کپال کر یا یعنی مردہ کا سر لاشی سے پھوڑنا (۵) جھڑ کرنا یعنی سر منہ کا منہ دانا (۶) پھول چنگے (۷) گنگا میں جا کر ہڈیوں کا ڈالنا (۸) مردہ کو جلانا اور واپس آکر گڑ پوران کی کتھا کرنی (۹) شرادھ کرنا۔ سو اگر میں اس ایک ایک عقیدے کا کھنڈن بھی کر دیدی سری گورو گرنتھ صاحب سے کروں۔ تو ایک لمبی کتاب بن جائیگی۔ پس ثابت ہوا۔ کہ گورو جی نے مردانہ کے جلانے کے ساتھ ان رسومات کو ادا نہیں کیا۔ اور اب میں مردہ جلانے کے متعلق سری گورو گرنتھ صاحب سے بتاتا ہوں۔ دوستو غور کرو۔ کہ جو شخص جنم کے مسلمان کو جلاتا ہے۔ وہ اپنی وفات کے بعد دفن ہونے اور جنازہ پڑھنے کی پیشگوئی کرتا ہے۔ دیکھو راک تلنگ محلہ اگھراہ

دنیا مقام فانی تحقیق دل دانی ۷۷

مہر مہر مہر اجرائیل گرفتہ دل سیح ندانی

زن پیر پیر برادرال کس نیست دستگیر

آخر بیغم کس ندر در چوں شود تجسس

کیا تکبیر جنازے کے ساتھ ہوتی ہے یا ارقی کے؟

پس ایسے انسان سے یہ امید ہرگز نہیں ہو سکتی کہ اس نے

مردانہ کو جلایا ہو۔ آپ کا اعتراض آپ کی کم علمی کو ثابت کرتا ہے۔

رسووک گیانی شیر سنگد واحد حسین اپو شیک جماعت علیہ

احمدیہ قادیان

تلاش کتاب

جلد اول جلد دوم جلد سوم جلد چہارم

جلد پنجم جلد ششم جلد ہفتم جلد ہشتم

جلد نواں جلد دسواں جلد ہجرتی جلد ہجرتی

عیسائی مشن

بائبل کی تہذیب کا نمونہ،

(۲۰)

بہت دفعہ عیسائی اپنی کم فہمی سے ایسے کمزور
اعتراف تہذیب اسلام پر کر دیا کرتے ہیں کہ جو کچھ سنگر
انسان حیران سارہ جاتا ہے۔ اور دل میں خیال بھی
نہیں آتا۔ کہ اس اعتراض سے آخر کونسی کمزوری دین
اسلام کی ثابت ہوگی؟ چنانچہ منجملہ ان اعتراضات کے
ایک بھی اعتراض سننے میں آیا ہے۔ کہ قرآن مجید جنت
کی پاکدامن بیسیوں کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے
کہ فیہن قصصات الطرف لم یطعننہن انس
و لا جنات۔ (سورہ رجن) یعنی جنت میں ایسی پاکدامن
بیسیاں ہوں گی۔ جو غیر کی طرف اک آنکھ اٹھا کر بھی نہیں
دیکھیں گی۔ بلکہ ہمیشہ ان کی نظریں نیچی رہیں گی اور جنتیوں
سے پہلے نہ تو کسی انسان نے ان پر ہاتھ ڈالا ہوگا۔ اور
نہ کسی جن نے۔ اب ظاہر ہے کہ اس آیت کریمہ میں جنتی
ستورات کی پاکدامنی کا ذکر کیا گیا ہے۔ مگر عیسائی کہتے
ہیں کہ توہ۔ توہ۔ ایسی فحش اور لفظ بات کہیں خدا کی
کتاب میں شامل ہونے کے قابل ہے؟ یہ تو نفوذ باللہ
بڑی گندی آیت ہے۔ جو قرآن کریم میں درج ہوئی۔
بھلا یہ آیت تم اپنی عورتوں کے سامنے کیونکر پڑھو گے
اور جب عورتیں خود قرآن کے اس مقام پر پہنچیں گی۔
تو انہیں کتنی شرم اور حیا داںگیر ہوگی؟

حقیقی جواب

مگر وہ نادان نہیں جانتے۔ کہ اس آیت کریمہ میں
کوئی بھی ایسی بات نہیں۔ جو خلاف حیا اور مخالف
تہذیب ہو۔ بلکہ یہی باتیں دنیا کے سمجھدار طبقہ میں
حقیقی تہذیب اور شائستگی سمجھی جاتی ہیں۔ کیا قصصات
الطرف ہونا عورت کی خوبی اور کمال نہیں ہے؟
یقیناً غیر کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نہ دیکھنے والی

ستورات ہی باعزت و با کمال عورتیں ہوا کرتی ہیں۔
اور کوئی دانا اور با غیرت انسان اس امر کو پسند نہیں
کر سکتا۔ کہ اس کی بیوی غیر مردوں کی طرف بے محابا
دیکھے۔ اور علاوہ ازیں نیچی اور جھکی ہوئی نگاہ داخل
شخص بھی ہے۔ چنانچہ فارسی زبان کے شاعر اسی آنکھ
کو چشم نیم باز اور چشم نیم خواب بھی کہا کرتے ہیں۔ پھر
کیا لم یطعننہن انس قبلہم و لا جنات کہنا
خلاف تہذیب ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ ان سے
پہلے کسی انسان نے بھی ان کو ہاتھ نہیں لگایا۔ اور ہرگز
ان کے نزدیک نہیں ہوا۔ اب ہر ایک دانا شخص سمجھ
سکتا ہے۔ کہ یہ عورت کا کمال ہے۔ اور اس کی نیکی
اور طہارت کا بین اور واضح ثبوت ہے۔ مگر افسوس
کہ نادان عیسائی ان باتوں کا نام خلاف تہذیب
رکھتے ہیں۔ اور وہ نہیں جانتے۔ کہ یہی دونوں باتیں
سچی اور حقیقی تہذیب کا پختہ نشان ہیں۔

الزامی جواب

یہ تو حقیقی اور اصل جواب تھا۔ جو کہ میں نے
دیا۔ مگر بہت لوگ چونکہ اپنے تعصب کی وجہ سے
ایسے جوابات سے مطمئن نہیں ہوا کرتے۔ اس لئے
ان کے خاموش کرانے کے لئے کسی الزامی جواب کی
بھی ضرورت پیش آجایا کرتی ہے۔ اور اسی لئے اب
میں الزامی جواب دینے کے لئے بائبل کی تہذیب
کا نمونہ احباب کے سامنے رکھتا ہوں۔ اور درخواست
کرتا ہوں۔ کہ قرآن مجید پر ایسے اعتراض کرنے والوں
کے سامنے آپ مندرجہ ذیل بائبل کی تحریرات پیش
کریں۔ اور پھر ان سے پوچھیں۔ کہ آیا یہ یہ باتیں کتاب
مقدس میں درج ہونے کے قابل تھیں یا کہ نہ؟ اور
پھر یہ کہ ان عبارات کو تمہاری ستورات آخر کونسی
حیا اور شرم رکھتے ہوئے پڑھ سکیں گی؟

بائبل کی تہذیب کا پہلا نمونہ،

حزقی ایل میں لکھا ہے۔

”خداوند کا کلام مجھے پہنچا۔ اور اس نے کہا

کہ اے آدم زاد۔ دو عورتیں تھیں۔ جو ایک
ای ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئیں۔ انہوں نے
مصر میں زنا کاری کی۔ وہ اپنی جوانی میں
یار باز ہوئیں۔ وہاں ان کی چھاتیاں
کلی گئیں۔ اور وہاں ان کے بکر کے
پستان چھوئے گئے۔ ان میں کی بڑی کا
نام اہولہ اور اس کی بہن اہولہ اور وہ
میری جو روٹاں ہوئیں۔ اور بیٹے بیٹیاں جن
ان کے یہ نام۔ اہولہ سرون ہے۔ اور اہولہ
یروسلیم۔ اور اہولہ جن دونوں میں وہ
میری تھی چھٹا کر نے لگی۔ اور اپنے
یاروں پر یعنی سوریلوں پر جو ہمسایہ تھے
عاشق ہوئی۔ کہ وہ سرشکر اور حاکمان
تھے۔ اور سب کے سب دلپسند ہو اُمرد
اور سوار تھے۔ جو گھوڑوں پر چڑھتے
تھے۔ اور ارغوانی پوشاک پہنے ہوئے
تھے۔ اس طرح اُس نے اُن سب کے
ساتھ جو اسور کے برگزیدہ مرد تھے
چھٹا لایا۔ اور وہ اُن سب کے ساتھ
جن سے وہ عشق بازی کرتی تھی۔
اور ان کے سارے بتوں سے ناپاک
ہو گئی۔ اس لئے ہرگز اس زنا کاری کو جو اُس
نے مصر میں کی تھی نہ چھوڑا۔ کیونکہ انہوں نے
اس کی جوانی میں اس سے خلوت کی تھی۔ انہوں
نے اس کی بکر کے پستانوں کو ملا تھا۔
اور اپنی زنا اُس پر انڈیلی تھی۔ x x x

x اور اسی کی بہن اہو تبت نے یہ سب کچھ دیکھا
پر وہ شہوت پرستی میں اس سے بدتر ہوئی۔ اور
اُس نے اپنی بہن کی زنا کاری کی نسبت سے
زیادہ زنا کاری کی۔ وہ بنی اسور یعنی ان سرکروں
اور حاکموں پر جو اس کے ہمسایہ تھے۔ جو بھڑکیلی
پوشاک پہنتے تھے۔ اور گھوڑوں پر چڑھتے تھے۔
اور سب کے سب دلپند جو امر دہشتہ عاشق ہوئی
اور میں نے دیکھا وہ بھی ناپاک ہو گئی۔ ان دونوں
کی ایک ہی راہ درسم تھی۔ بلکہ اس نے زنا کاری
زیادہ کی۔ کیونکہ جب اُس نے دیوار پر مردوں کی
صورتیں دیکھیں۔ کُسدیوں کی تصویریں جو شعوف
سے کھینچ پڑی تھیں۔ اور کہ ان کی کمریوں پر شے
کے ہوئے تھے۔ اور ان کے سروں پر اچھی رنگین
پگڑیاں تھیں۔ اور کہ سب کے سب دیکھنے میں سر
لشکر ہیں۔ بابل کے بیٹوں سے مشابہ۔ جن کا
دھن کہوتان ہے۔ تب دیکھنے ہی وہ ان پر مرنے
لگی۔ اور قاصدوں کو کُسدیوں کے ملک میں ان
پاس بھیجا۔ سو بابل کے بیٹے اس پاس
اُکے عشق کے بستر پر چڑھے۔ اور انہوں
نے اُس سے زنا کر کے اُسے آلودہ کیا۔
اور جب وہ اُن سے ناپاک ہوئی۔ تو اس کا جی
اُن سے پھر گیا۔ تب اس کی زنا کاری علانیہ
ہوئی۔ اور اس کی برہنگی بے ستر ہوئی۔ تب
جیسا میراجی اس کی بہن سے ہٹ گیا تھا۔ ویسا
میرادل اس سے بھی ہٹا۔ تسبیح بھی اُس نے اپنی
جوانی کے دنوں کو یاد کر کے جب وہ مہر کی ستر میں
میں چھنلا کرتی تھی زنا کاری پر زنا کاری کی۔

سو وہ پھر اپنے یاروں پر مرنے لگی۔ جن
کا بدن گدھوں کا سا بدن اور جن کا
انزال گھوڑوں کا سا انزال تھا۔

احقری بن (۳۳)

قرآن پر اعتراض کرنے والے عیسائی دوست
کیا ہر بانی فرما کر بتلائیں گے۔ کہ آیا مندرجہ بالا حدیثی
اہام عورتوں کے مطالعہ کے قابل ہے یا کہ نہیں؟
اور آیا بے حیائی کی ترغیب قرآن کی مرتومہ بالا
آیت پڑھنے سے ہوگی یا مقدس بائبل کے مندرجہ
بالا اقتباس سے۔ اس کا خود ہی فیصلہ کر لیا جائے۔
(باقی دارد) (محمد یعقوب مولوی فاضل) (قادیان)

بابی مشن

مولوی عبد اللہ کشمیری بابی کی لغویت

(۲)

مولوی عبد اللہ کہتا ہے :-

”قادیانی اساسی اصول یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں“

جواب :- اصطلاحات میں تنازع کرنا عقلمندی
نہیں۔ وکل ان یصطلم“ ہم آنحضرت صلعم کو
آخری نبی اور قرآن کریم کو آخری کتاب مانتے ہیں۔
ہاں آخری نبی کی تشریح میں ہمارا اخیر احمدیوں سے
اختلاف ہے۔ ہذا ہم پر جو الزام لگاتا ہے۔ کہ ہم
محض صلعم کو آخری نبی نہیں مانتے۔ وہ اول درجہ کا
کاذب اور بے ایمان ہے۔ جو لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے
عبد اللہ بابی کہتا ہے :-

”یہی اصول بابیوں کا ہے۔ کہ مشہور قرأت
خاتم تا کی ذریعہ ہے۔ کہ مراد زینت ہے
اور اس میں نبوت کے ختم اور تمام ہونے کی صراحت
نہیں۔ پس قادیانی اور بابی اس اصول میں متفق
ہیں۔ کہ آیت خاتم النبیین کا مطلب نبوت کا
ہند ہونا نہیں۔ بلکہ اجرائے نبوت ہے“

اس کے جواب میں آنکھیں کھول کر بھائی ایڈیٹر

کی یہ تحریر پڑھو۔

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے خاتم ہیں
یہ آیت کے صاف معنی ہیں۔ یہی جمہور اسلام مانتے
ہیں۔ اہل بہا بھی اس سے متفق ہیں۔ اور پوری
صفائی سے کہتے ہیں۔ کہ بیشک جس چیز کا آغاز
ہے اس کا انجام بھی ہے۔ قد جعل اللہ رسل
شیخی قد راہ دور نبوت پہلے نبی سے شروع
ہو کر آخری نبی پر ختم ہو گیا۔

(کو کب ہند جلد ۹ ص ۷۸)

اہل بہا نبوت کو ختم مانتے ہیں۔ اور حضرت بہاء
کو نبی و رسول نہیں کہتے۔ (جلد ۲ ص ۷۸)

اب ان دونوں میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے۔
یا تو مولوی عبد اللہ کذاب ہے۔ یا پھر کو کب ہند کا ایڈیٹر
جھوٹا اور سکار ہے۔ ہذا آپس میں فیصلہ کر لیں۔ باقی
رہا یہ کہ مشہور قرأت خاتم تا کی ذریعہ ہے۔ کہ مراد
ذینت ہے۔ سو یہ معنی کلیات ابی البقا میں لکھے ہیں۔
دہاں سے بابیوں نے سرقہ کیا ہے۔

عبد اللہ بابی کہتا ہے :-

”بہائیوں نے اجرائے رسالت پر قرآن کریم کی آیت
سے استدلال کیا ہے۔ مثلاً..... یلیق الروح
من امرہ علی امن یشاء۔ اما یا تبیکم رسل
منکم..... یعنی صیغہ مستقبل موجود ہے۔ اس کا
صریح مطلب یہ ہے۔ کہ جبریل کا نازل ہونا خدا
کے ارادہ سے وابستہ ہے“

جواب :- اول تو نزول روح الامین کا ترجمہ جبریل
کا نازل ہونا ہی غلط ہے۔ جو عبد اللہ بابی کی مولویت
اور عربی دانی کی مٹی پلید کر رہا ہے۔

دوسرے باب وہاء اللہ نے فرشتے کے ذریعہ
اپنے اوپر وحی نازل ہونے کا کہیں دعویٰ نہیں کیا
ملاحظہ ہو باب احیاء ترجمہ مقالہ سیاح ص ۷۸
تیسرے یہ کہ بہا خدا سے مراد بہاء اللہ کی ذات
ہے۔ جیسا کہ بہاء اللہ کہتا ہے۔ قد ارسلنا الرسل
وانزلنا الکتاب الخ۔ کہ ہم ہی نے تمام رسولوں کو
بھیجا اور تمام کتابوں کو اتارا ہے۔ چنانچہ مرزا حیدر علی

بہائی کہتا ہے :-

”حضرت ہما اللہ آسمانے است کہ از آفاقش شمع
انبیاء مرسلین اشراق نموده مرسل رسل و منزلی کتب“

(ہجۃ الصدور ص ۳۹)

کہ ہما اللہ وہ آسمان ہے جس کے افق سے تمام رسول
اور نبیوں کا سورج چمکا۔ ہما اللہ رسولوں کا جمع
دالا اور کتابوں کا نازل کرنے والا ہے۔

پس بہائیوں نے ہرگز یہ استدلال نہیں کیا۔ جو احمدی
کرتے ہیں۔ یہ صرف مولوی عبد اللہ کی شرارت یا بیوقوفی
اور کم فہمی کی علامت ہے :-

عبد اللہ بانی کہتا ہے :-

”اسی طرح کتاب بحر العرفان ملاحظہ ہو۔ کہ ...
وہ لاخوۃ ہم یوقنوت کہ بالاخرۃ میں آخری وحی
مراد ہے۔ جو حضرت باب اور ہما اللہ پر نازل
ہوئی“

جواب :- اس عبارت میں مولوی عبد اللہ نے اپنی
بابیت اور دجالیت کا پورا پورا اثبوت دیا ہے۔
کیونکہ بحر العرفان میں اس جگہ صرف باب کا ذکر ہے۔
ہما اللہ کا نام نہیں۔ یہ مولوی عبد اللہ نے اپنی
بددیانتی کا مظاہرہ کیا ہے :-

دوسرے لفظ الاخرت سے مراد بانی نے وحی
نہیں لی۔ بلکہ باب کا زمانہ مراد لیا ہے جس کو بانی
قیامت کہتے ہیں۔ یعنی غیر احمدیوں کی طرح بانی بھی
الاخرۃ سے مراد قیامت ہی لیتے ہیں۔ وحی نہیں جیسا
کہ مولوی عبد اللہ نے دھوکا دیا ہے۔ ہاں بانی قیامت
کے معنوں میں فرق کرتے ہیں۔ مسلمان قیامت سے دنیا کا
آخری دن مراد لیتے ہیں۔ اور بانی قیامت سے مراد
باب کا زمانہ لیتے ہیں۔

عبد اللہ بانی کہتا ہے :-

”یہی وہ قرآنی دلائل ہیں جن کو قادیانی شاگردوں
نے نقل کر کے اپنی ذہانت کا ثبوت دیا ہے“

جواب :- گویا مطلب یہ ہے کہ قادیانیوں نے بانیوں
سے سرفہ کیا ہے کیا یہ وہی اعتراض نہیں جو اہل حق پر
ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے۔ جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں کہ

قرآن شریف انجیل اور بائبل کا سرفہ ہے۔ جس کو
محمد صاحبؐ نے نقل کر لیا۔ خود قرآن شریف میں
کافروں کا یہی اعتراض نقل کیا گیا ہے کہ کافر کہتے
ہیں۔ ان ہذا الاکلا اساطیر کا ولین۔ کہ قرآن
شریف میں پہلے لوگوں کے اقوال ہیں۔ لہذا اس
اعتراض میں مولوی عبد اللہ نے اپنے ملاعین اسلام
کے قدم پر قدم مارا ہے۔ کوئی حدت نہیں دکھائی۔
تشابہت قلوبہم :-

بدھو اسی ملاحظہ ہو ایک جگہ لکھتا ہے :-

”بابیوں کے اصول اور دلائل بلا تاویل صاف
اور واضح ہیں۔ جن میں کوئی دھوکا نہیں مگر

قادیانیوں کا علم کلام قفل و سوا سی ہے“

سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ جب بابیوں کے دلائل بلا تاویل
صاف اور واضح ہیں تو قادیانیوں کے کیوں نہیں؟
حالانکہ آپ لکھ چکے ہیں۔ کہ یہی وہ دلائل ہیں جن کو
قادیانی شاگردوں نے نقل کیا ہے۔ پھر قادیانیوں کا
علم کلام قفل و سوا سی کیوں؟ سچ ہے۔ دروغ گو
حافظہ نباشد :-

ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو برا کہتے ہیں
عبد اللہ بانی کہتا ہے :-

”قادیانیوں کے نزدیک بھی شریعت اسلام
منسوخ ہو سکتی ہے“

جواب :- یہ ایسا ہی اعتراض ہے جیسے کوئی
قرآن شریف کی آیت قل ان کانت للرحمن ولدا
فانا اقل العابدین پر کرے۔ کہ اس سے ثابت
ہوتا ہے کہ قرآن کے نزدیک بھی خدا کا بیٹا ہو سکتا
ہے :-

مولوی عبد اللہ کی بدھوائیاں

”قادیانی مذہب دین بہائی کی نقل مطابق اصل
ہے“ اور بابیوں کے اصول اور دلائل بلا تاویل
صاف اور واضح ہیں“ پھر لکھتا ہے ”یہی وہ
قرآنی دلائل ہیں جن کو قادیانی شاگردوں نے
نقل کر کے اپنی ذہانت کا ثبوت دیا ہے“

اب اس بے وقوف سے کوئی پوچھے کہ جب بانی
دلائل بھی وہی ہیں۔ جن کو قادیانی شاگردوں نے نقل
کر لیا ہے۔ اور قادیانی مذہب دین بہائی کی نقل ہے
تو قادیانی علم کلام قفل و سوا سی کیوں ہوا؟ جب
ایک ہی بات ہے تو فرق کیوں؟

مولوی عبد اللہ نے تو یہ اعتراض حضرت خلیفۃ المسیح
الثانی پر کیا ہے۔ لیکن مولوی ثناء اللہ نے اُسی پرچہ
المحدث میں جس میں مولوی عبد اللہ کا یہ ٹریکٹ
شائع ہوا ہے۔ یہی اعتراض حضرت مسیح موعودؑ
پر کیا ہے۔

”کہ خود مرزا صاحب قادیانی نے بھی نسخ ہما اللہ
ایرانی کی نقل کی ہے“

(المحدث ۶ ستمبر ۱۹۲۹ء)

کذا قال الذین لا یعلمون مثل قلوبہم
تشابہت قلوبہم۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ
اللہ پر اعتراض کرنے کی غیر مبایعین اور مولوی عبد اللہ
کو خدا کی طرف سے یہ سزا ملی ہے۔ اب مولوی عبد اللہ
کشمیری اور مولوی ثناء اللہ امرت سری سے کوئی پوچھے
کہ اگر خلیفۃ المسیح ثانی اور حضرت مرزا صاحب نے بانی
مذہب اور نسخ ہما اللہ ایرانی کی نقل کی ہے۔ تو
تم نے یہ اعتراض کرتے وقت کیا اپنے اُن بزرگوں
کی نقل نہیں کی؟ جنہوں نے قرآن شریف پر اعتراض
کیا۔ کہ ان ہذا الاکلا اساطیر کا ولین۔ کہ قرآن میں
گذشتہ لوگوں کے اصول ہیں :-

مل کے پڑھو یہ دونوں تم
یعنی تشابہت قلوبہم

مولوی عبد اللہ کہتا ہے :-

”قادیانی بزدل اور ڈرپوک ہیں۔ ... سادہ لوح
مسلمانوں کو اپنے عقائد واضح الفاظ میں نہیں
بتاتے۔ اور ہوشیاری سے اپنا مذہب چھپاتے
ہیں“

اس کے خلاف ایک جگہ خود ہی لکھتا ہے :-

”قادیانی شریعت اسلام کا لباس پہن کر شریعت
جدیدہ بھی جاری کر رہے ہیں۔ کیا جزیہ کا ترنی

حکم منسوخ کر دینا۔ اور مسلمانوں کے پیچھے نماز کو حرام کر دینا۔ مسلمانوں کے ساتھ رشتہ ناجائز قرار دینا۔ جناب مرزا صاحب پر ایمان لانے کو مدار نہایت ٹھیکرانا اور منکر نبوت مرزا صاحب کو کافر اور غارت از دائرہ اسلام کہہ دینا اگر شریعت جدیدہ نہیں تو اور کیا ہے؟

کوئی پیچھے۔ اگر قادیانی بزدل ہیں۔ تو علی الاعلان ٹٹے کی چوٹ مندرجہ بالا باتوں کی اشاعت کہوں کر ہے ہیں۔ کیا بزدل اور ڈرپوک لوگوں کی ہی حالت ہوتی ہے؟

اس اعتراض میں مولوی عبداللہ نے حضرت مسیح پر حملے کئے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ذات کو آڑ بنایا ہے۔ جو اس کی بابت کا کھلا ہوا ثبوت ہے۔ حالانکہ یہ تمام باتیں حضرت مسیح موعود کی تصدیقات میں بصراحت موجود ہیں۔ جن کا کوئی پیغمبر انکار نہیں کر سکتا۔ (حافظ سلیم آبادی) (باقی)

دیانتی مشن

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

(۱)

دنیا میں خدا تو لے لے جو کچھ ماسوا انسان کے پیدا کیا ہے۔ وہ سب انسان کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ تمام جمادات انسان کی خاطر تمام نباتات انسان کی خاطر تمام حیوانات اسی اشرف المخلوقات کے واسطے مخلوق ہوئے ہیں۔ مگر حضرت انسان ان میں سے کسی کی واسطے بھی پیدا نہیں کیا گیا۔ اس کی پیدائش کی غرض دعاوت ہی اور ہے۔ اور یہ امر ایسا مسلم ہے کہ کوئی ذی فہم کس سے انکار نہیں کر سکتا۔ چنانچہ دیکھ لو کہ اگر دنیا میں انسان کا وجود موجود نہ ہو۔ تو جمادات یا نباتات اور حیوانات کا کیا نقصان ہے؟ کچھ نہیں! لیکن انسان تو دنیا میں موجود ہو۔ اور ماسوا اس کے اور کوئی چیز پیدا کی گئی

ہو۔ تو انسان کی زندگی کس قدر تلخ بلکہ محال ہو گئی ہو۔ سو رہ ہے۔ تو انسان کا غلام ہے۔ چاند ہے۔ تو انسان کا خادم ہے۔ ستارے انسان کے خدمتگذار ہیں۔ الغرض ایک چیز بھی ایسی نہیں بتائی جاسکتی جس کی تخلیق انسانی مفاد و مقاصد و اغراض کے لئے نہ ہو۔ بلکہ انسان اس کے غلام کے لئے پیدا کیا گیا ہو؟ جہاں تک انسانی علم و عقل کی رسائی ہے غور کرتے جاؤ۔ تو یہی فلسفہ معلوم ہو گا۔ کہ ہر شے انسان کی خدمتگذار اور فرمانبردار اور مطیع و منقاد ہے۔ اور انسان سب کا بادشاہ اور حاکم۔ اور یہ سب چیزیں اسکی مملوک اور محکوم۔

اس کے بعد یہ جاننا چاہیے کہ انسانی حقوق حیوانات سے انسان کس حد تک

مستفید ہونے کا حقدار ہے؟ ان سے دودھ حاصل کرتے ہیں۔ گھی نکالتے ہیں۔ لیکن جب وہ دودھ اور گھی دینے کے قابل نہ ہوں۔ تو پھر ان کو کس مصرف میں لگایا جائے؟ کیا ان کو کسی فوج میں بھرتی کیا جائے یا کھیتی باڑی کے کام میں لگایا جائے۔ یا کسی جیل خانہ میں بھیجا جائے؟ یہ تینوں باتیں ممکن ہیں۔ الہی قانون ہم کو بتاتا ہے۔ کہ جو چیز انسان کے جس مصرف اور غرض کے لئے پیدا کی گئی ہو۔ جب اس چیز سے وہ غرض پوری نہ ہوتی ہو۔ تو اس کو مٹا دیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک آم کا درخت اس لئے پیدا کیا جاتا ہے۔ کہ وہ پھلدار ہو۔ اور خدا کے بندے اس کے پھل کھائیں۔ لیکن جب پھل دینے سے بچائے۔ اور اس سے وہ غرض جس کے لئے اس کی پیدائش ہوئی تھی۔ پوری نہ ہو۔ تو کیا اس کو کاٹ کر دوسرے مصرف میں نہیں لگایا جاتا؟ اسی طرح ایک گائے اگر باغچہ ہو یا دودھ دینے کے قابل نہ ہو۔ تو اس کو ایک جائز مصرف میں لانا عقلاً مانع نہیں۔ کیونکہ اب اس سے وہ غرض پوری نہیں ہوتی۔ جس غرض کے واسطے اس کو بنایا گیا تھا۔ تو لار ما وہ اس قابل ہے۔ کہ اس کو مٹا کر زمین کو اس کے بوجھ سے سکندش کیا جائے۔

اور وہ ایک ایسے مصرف میں لائی جائے۔ جس سے دوسرا کوئی بہتر مصرف اور انجام اس کا ہو نہیں سکتا۔ اس کی کھال سے مفید کام لئے جاتے ہیں۔ اس کے گوشت کو سڑنے اور گدوں اور چیلوں کے نوچنے سے بچا کر اشرف المخلوقات کا جزو بدن بنایا جاتا ہے۔ اور اس پر کوئی سلیم العقل ناراض نہیں ہو گا۔ بجز اس کے کہ جس کی کھوپری عقل سے خالی ہو۔

حیوانات کا گوشت

ہر مذہب و ملت میں پاک اور طیب حیوانوں کے گوشت کھانے کی اجازت ہے۔ اور ہر ملک اور ہر قوم میں اس کی مذہباً اور قانوناً مانعت نہیں۔ چنانچہ پھلی۔ مرغ۔ تیتربٹیر۔ مرغابی۔ ہرن۔ بارہ سنگار۔ نیل گاؤ وغیرہ ہزاروں چرند اور پرند روزانہ مار کر کھائے جاتے ہیں۔ اور لاکھوں بھڑ بھڑی ونبہ ہر روز ذبح ہوتے ہیں۔ اور ہزاروں گائے۔ بیل بھینس۔ بھینسے۔ ہر شہر میں گوشت اور کھال کی تجارت کے لئے کام آتے ہیں۔ جو اس امر کی بین دلیل ہے۔ کہ یہ ذبح حیوانات نہ تو کوئی قانونی جرم ہے اور نہ ہی مذہبی گناہ۔

گائے کے پجاری

بدقسمتی سے ہندوستان کی ہندو آبادی گائے کی پرستش میں اس قدر مبتلا ہے۔ کہ وہ ایک گائے کے ذبح کرنے پر سینکڑوں انسانوں کو مار ڈالنا فرض خیال کرتی ہے۔ ان کا یہ جاہلانہ عقیدہ ہے۔ کہ ایک گائے کے جسم میں سینکڑوں دیوتا سیرا کرتے ہیں۔ اس لئے گائے کو ذبح کرنا ایک جہا پاپ ہے۔ پس جب مسلمانوں کا تہوار عید اضحیٰ آتا ہے۔ تو یہ لوگ جگہ جگہ قتل و غارت پر آمادہ ہو کر اپنی پوری طاقت سے مسلمانوں کو گائے کی قربانی کرنے میں سدا رہتے ہیں۔ اور بس چلے تو فساد کے مسلمانوں کو لوٹے اور قتل کرنے سے باز نہیں رہتے۔ چنانچہ ہر سال گورنمنٹ ہند کو ان کے مظالم سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے عید کے موقع پر پوری حفاظت اور بڑا انتظام پولیس وغیرہ کے ذریعہ کرنا پڑتا ہے۔ اس میں شک نہیں

ہندو ذہنیت

اور مسلمانوں کا انگلستانی وفد

(۱۰۰)

ہندو ذہنیت بھی عجائبات عالم سے ہے۔ جب اپنے حقوق کا سوال ہو۔ تو برساتی مینڈکوں کی طرح شور و غل مچا دیتے ہیں۔ اور آسمان کو سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ مگر جب کوئی ہمسایہ قوم درہ بھی اپنے حقوق کی طرف توجہ کرے۔ تو شانتی کا سبق دینے لگ جاتے ہیں۔ اور بھارت ورت کے سپوت بن کر کہتے ہیں۔ کہ پہلے ہندوستانی بنو۔ اور پھر مسلمان کہلاؤ۔ گویا یہ حب وطن کے مجسمہ ہیں۔ کہ ہندوستان کی ترقی اور ہندوستانیوں کی فلاح اور بہبودی کے غم و فکر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ مگر تاڑنے والے بھی غضب کی نگاہ رکھتے ہیں۔

بہرنگے کہ خواہی جامہ بے پوش

من انداز قدرت را سے شناسم

حال میں ہی مسلمانان ہند کے انگلستان جانوالے وفد کے متعلق منشی ابشور سرن صاحب مقیم لندن نے جو رائے لکھی ہے اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ یہ لوگ جب بھی مسلمانوں میں اپنے حقوق کے متعلق بیداری کے آثار پاتے ہیں۔ تو جھٹ ان کے جذبات قومی اور اہمیت ہی کو سرور کرنے کی سعی کرنے لگتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ مسلمان خواب خرگوش میں سوئے رہیں اور یہ لوگ اپنی عیاریوں سے فیصلہ دیکر ان کو سلسلے رکھیں۔ تاوقتیکہ ہندو راج کا آفتاب سر زمین ہندوستان پر طلوع پذیر نہ ہو۔ اور مسلمانوں کی معراج کا مہابی کا وقت تقاضا ہو جائے۔ چنانچہ منشی صاحب موصوف فرماتے ہیں۔ کہ:-

کل مجھے پارلیمنٹ کے ایک رکن نے کہا۔ کہ مانج

ہند کے اس نازک موقع پر مسلمان حصن فرقہ دار

سفاد کا خیال کر رہے ہیں۔ وہ اس سے سخت

زر خرید ہے۔ ان سب بدیشیوں کو اس ملک سے نکال دیا جائے۔ تمام مساجد کو مندر اور گرجوں کو آریہ سماج کے ہفتہ وار جلسوں کے لئے مخصوص کر لیا جائے۔ لیکن یہ کام ایک مشکل سا معلوم ہوا۔ کیونکہ نہ تو انگریز دیوتا کو بھڑی توری ہیں۔ کہ جس کو توڑ کر الگ کر دیں۔ نہ مسلمان ہی پالک کا ساگ ہیں۔ کہ کاٹ کر کھیت خالی کر لیں۔ بڑی سوز و گمناہ سے ان کے اعداد و شمار سامنے رکھ کر سکیم تیار کی۔ کہ ہندو تو بائیس کروڑ ہیں مسلمان آٹھ کروڑ۔ انگریز چند لاکھ ہندوستان میں ہیں۔ اس لئے پہلے مسلمانوں کو دم دلا سا دبیر اپنی ساتھ ملاو۔ اور ان سے زبانی اتحاد کر کے۔ سکرورٹ بن جاؤ۔ اور دونوں ملکر سورج بھی یورپیوں کو ہمیں پہنچا کر جہاز میں سوار کرادو۔ جب یہ انگلستان پہنچ جائیں گے۔ اور وہاں سے ہیں بخیریت پہنچ جائے گا تار دینے۔ اور ساتھ ہی ہندوستان کی حکومت سے دست برداری کا قبضہ لکھ کر جبری کو اکڑ بھیج دیں گے تو پھر مسلمانوں کا نمبر آٹھ لگا۔ ان کے پاس تو نہ ہندو نہ توپ نہ مشین گن نہ سامان حرب و ضرب بالکل نہتے اور تعداد میں بھی ہم ہندوؤں سے قریباً نہائی ہیں۔ ان کے بستر بندھوا کر عرب کو روانہ کر دینے بس پھر کیا ہے۔ بھارت مانا ہوگی اور گاندھی۔ نہرو مالوی وغیرہ اس کے سپوت۔ گویہ مانا رو دھوا (میوہ) یا مطلقہ ہو جائیگی۔ کیونکہ اپنے شوہر انگریز دیوتا سے تو اس نے خود خلع کر لیا ہوگا۔ یا ہم نے اپنے پتا کو مار کر بھگیا دیا ہوگا۔ اور بھارت مانا کے دیور مسلمان دیوتا کو بھی ہم نکال باہر کر دینگے۔ تو پھر سوائے ہم سپوتوں کے جو اپنے ہاتھوں اناضہ (بیم) ہو گئے ہوں گے۔ اس مانا کی بیوا کون کریں گے۔ ہم اس کی کمائی سے خوب مزے اڑائیں گے۔ یہ خواب دیکھ ہی لے رہے تھے۔ کہ یکایک مشین گن اور میگم توپ کی آوازیں آنے لگیں۔ جس سے چونک کر مالوی۔ نہرو۔ مہاتما چارپاٹی چھوٹے سر پر پاؤں رکھ کر سمندر میں کود پڑے۔ اور معلوم ہوا کہ:-

شواب تھا جو کچھ کہہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

اگر گورنمنٹ برطانیہ ہند پر حکمران نہ ہوتی۔ تو مسلمانوں کو اپنے مذہبی نبی ہمارا سانی سے ادا کرنے مشکل تر ہو جاتے۔ اور جب بھی ذبیحہ گاؤ ہوتا۔ یہ ہندو غریب مسلمانوں کو مٹاتے چلے جاتے۔ یہ خدا کا فضل ہے۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ کا سایہ امن قائم کرنے کے لئے موجود ہے۔ جس کے ہوتے ہوئے بھی یہ ہندوستان کے واحد مالک مسلمانوں کو جینے نہیں دیتے۔ خدا نخواستہ اگر انہیں سوجا جیہ طجائے تو کیا نہ کر گزریں۔

گو مغربی تعلیم اور مسلمانوں اور عیسائیوں کی صحبت سے ہندوؤں کی تعلیم یافتہ پارٹی کو پتھروں اور درختوں وغیرہ کی پریشانی سے تو شرم آنے لگی۔ اور ایک گزبجو ایٹ کو لنگ و جھلری کے آگے سر جھکانے۔ مسلمانوں کے سامنے گردن جھکانی پڑی۔ اس لئے ہندو ازم کو از سر تا پا الٹا کر کے ایک ایسا مرکب بنتے بنائیں کیلکس بنیاد ہونے لگیں۔ اور بڑی جدوجہد کے بعد آخر کار ایک لنگوٹ بند سنیا سی کا ٹھیا داڑی کو اس کا ٹھیکہ دیا گیا۔ جس نے بالکل زالا اور عقل و علم سے بالا ایک پتھو تصنیف کر دیا۔ جس کا مخی کا پی رائٹ بھی اس کو کافی مل گیا۔ اور یہ جدید پتھو ان کی اصطلاح میں آریہ دھرم یا ویدک دھرم۔ مگر خبروں کے محاورے میں دیانندی پتھو سے نامزد ہوا۔ اس میں ہنومان اور کچھ وچھ کی پتھری تشیلوں اور تنگ و جھلری کے مجسمات سے تو بظاہر نفرت کی گئی۔ لیکن آگ و پانی و سورج و چاند کی دیوتا کی ایسی بھڑی شکل میں قائم ہوئی۔ جس کی ایک جنگجو نہیں رہنے والی کھوپری سے توقع ہونی چاہیے تھی۔ اور ایسا ہی سمات گھوٹانا کی صحبت کو قدیم ہندو ازم سے اپنی ہندو دیت کو قائم رکھنے کے لئے اس جدید پتھو مجوزہ دیا نہ نہ پورے طور پر وراثت میں لے لیا۔ اور اس گلاسے مانا کو انسانی مخلوق سے اعلیٰ اور افضل قرار دیا۔

اس دیانندی پتھو میں اصل مقصد یہ رکھا گیا ہے کہ ہندوستان سے۔ مسلمانوں اور انگریزوں کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ خاص جہاتما جی اور نہرو جی اور مالوی جی کا

کتاب قابل مطالعہ مبلغین اسلام

دین

النبوة فی خبر الامت - آیت خاتم النبیین پر زبردست بحث اور اس کی صحیح تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت محمدیہ میں نبی ہونے کا ثبوت قرآن مجید کی متعدد آیات سے اور آیت خاتم النبیین پیش کر فیو الوں کے مکمل جواب انعامی ایک ہزار قیمت ۸ روپے

ختم نبوت کی حقیقت - جو حدیثیں غیر احمدی علماء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آنی کی ممانعت میں پیش کرتے ہیں۔ ان ب حدیثوں کے صحیح معنی اور خالفین کے استدلال کے جوابات احادیث سے اور اقوال بزرگان دین سے قابل دید قیمت ایک روپیہ

فیصلہ الہی اور ثنائی روپاسی - سرسوی شامہ امتری الہدیش کے متعلق آخری فیصلہ واسے اشتہار پر الہی فیصلہ کن بحث کہ جس کا امرت سری مذکور سے آج تک کوئی جواب نہیں ہو سکا قیمت ۸ روپے

ثنائی قرار اور مباہلہ سے انکار - امرت سری منکر کا حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں مباہلہ کرنے سے بار بار قرار جو اس کے اقرار سے ثابت کیا گیا قیمت ۸ روپے

چودھویں صدی کا یہودی - امرت سری یہودی نے مان لیا ہے کہ احمدیوں کے مقابلہ میں الکی حیثیت ایک یہودی ایک عیسائی کی حیثیت ہے۔ اور اپنے اقرار سے وہ یہودی عیسائی منکر ثنائیت یہود و نصاریٰ والی پیشگوئی کا مصداق بن گیا۔ اور سابق ہی مسیح موعود کی صداقت و نبوت کا امرت کی قلم سے ایسا ثبوت دیا۔ کہ جس کی جوابدہی سے وہ آج تک عاجز اور لاچار ہے قیمت ۶ روپے

ثنائی قول - امرت سری مذکور کی عکسی تصویر ہر ایک مبلغ کی یاد رکھنے کے قابل قیمت ۴ روپے

مرقع ثنائی - امرت سری کا وہ پرچہ اخبار الہدیش مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۲۷ء جس میں امرت سری نے آخری فیصلہ واسے اشتہار کا جواب دیکر مباہلہ سے انکار کیا ہے نایاب جو قیمت ۲ روپے

یہ سب کتابیں اپنے پاس رکھنی چاہئیں۔ چہذکابیاں باقی ہیں۔ بذریعہ دی پی دفتر فاروقی سے طلب کریں۔ اس کے

وصیت ۳۰۶۷ میں چوہدری نذیر احمد برقی لد چوہدری عنایت اللہ مرحوم قوم حبشہ بنگلہ پیشہ ملازمت و کاشتکاری تارخ بیعت دسمبر ۱۹۲۳ء ساکن خند اوالہ چک ۵۹ء رکھ تحصیل رطلع لائل پور بٹائی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳ مئی ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد ۲۵ روپے ہے۔ میں تازیت اپنی ماہوار آمد کا دو سو اٹھ دواخل خزانہ صدر انجن احمدی قادیان کرنا ہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱۰ حصہ کی مالک صدر انجن احمدی قادیان ہوگی۔ فقط۔ العبد: یحییٰ بقلم خود چوہدری نذیر احمد برقی اتالیق صاحبزادگان حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بصرہ العزیز قادیان ضلع گورداسپور۔ بتاریخ ۲۲ مئی ۱۹۲۹ء گواہ شہید غلام فرید ملک گواہ شہید - شیخ محمود احمد مصری۔ بقلم خود

وصیت ۳۰۶۸ میں عائشہ بیگم بنت میاں احمرین قوم راجپوت پیشہ زرگری عمر ۵۵ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکھانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بٹائی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳ مئی ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ہو۔ اس کے ۱۰ حصہ کی مالک صدر انجن احمدی قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائداد یا کوئی رقم داخل خزانہ صدر انجن احمدی قادیان میں بہد وصیت کر سکے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجی ایسی میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ۸ روپہ طلائی قیمتی مبلغ ساٹھ روپیہ۔ ایک زمین تین مرلہ محلہ گھسارال میں ہے۔ جس کی قیمت اس وقت ۵۰ روپیہ ہے۔ گواہ شہید - امام الدین ابوالکمل ہساجر۔ العبد: عائشہ بیگم بقلم خود ۱۳ مئی ۱۹۲۹ء گواہ شہید - احمد بن زرگر والد موصی

بایں ہوئے۔ کہ مسلمانوں کا زاویہ نگاہ تنگ اور فرقہ دارانہ ہے۔ سمجھے اس بات پر رنج ہوتا ہے۔ کہ اس جلیل القدر قوم کے متعلق ایسا غلط خیال پیدا کیا جائے۔ اور میں یہ امید کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ مجوزہ وفد اپنی وسعت نظر اور حب وطن کے زاویہ نگاہ سے اس خیال کو محو کر دینے میں کامیاب ہو گا

جس کے بالفاظ دیگر یہ معنی ہیں۔ کہ وفد اپنے حقوق کے تذکرہ سے قطعاً باز رہے۔ کیونکہ ایسی حرکت بے جا۔ ان کے ایک دوست کے لئے جو پارلیمنٹ کے ممبر ہیں نہایت بایں کن ہے۔ اور غالباً تو انکی اپنی ذات کے لئے تباہ کن کہنا چاہیے۔ منشی صاحب کے بیان سے جہاں ہندوؤں کی طبیعت - ذہنیت - خود غرضی اور ان کے خطرناک ارادوں پر روشنی پڑتی ہے۔ وہاں یہ امر بھی واضح ہو جاتا ہے۔ کہ یہ لوگ پارلیمنٹ انگلستان کے ممبروں میں جو پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ وہ مسلمان ہند کے لئے کس قدر خطرناک اور نقصان دہ ہے۔ پس مسلمانان ہند کا فرض ہے۔ کہ وہ اس طرف خاص توجہ کریں۔ بالخصوص ممبران خود کا قویہ ایک اہم مقصد ہونا چاہیے۔ کہ وہ اس زہر کے لئے جو ہندوؤں نے ممبران پارلیمنٹ میں مسلمانان ہند کے خلاف پھینکا رکھا ہے۔ تریاق ثابت ہوں۔ اور ہندوؤں کی خود غرضانہ چالوں کو الم تشریح کر کے مسلمانوں کی مطلوبہ طبیعت اور حق تلفی ظاہر و باہر کر دیں۔ کیونکہ جب تک مسلمانوں کی حالت بحیثیت قوم درست نہ ہوگی۔ ہندوستان میں ان کا رہنا بھی دشوار ہو جائے گا۔ ہماری دینی آرہم ہے۔ اور ہم اس کے لئے صد قریل سے دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس وفد کا سفر انگلستان مسلمانان ہند کے لئے شہر و برکت کا موجب بنا دے۔ اور ان کو اپنی قوم کی صحیح ترجمانی کی کامقہ توفیق بخشے۔ اور مذاہد میں کامیاب و کامران فرما دے۔ اللہ مستعان۔ (ملک عزیز احمد راولپنڈی)

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں میر قاسم علی پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر فاروقی سنٹرل قادیان سے شائع کیا

یاد دہانی
یہ کتابیں فاروقی سنٹرل قادیان سے شائع ہوئی ہیں۔ ان کی قیمتیں درج ذیل ہیں۔
۱۔ کتاب قابل مطالعہ مبلغین اسلام
۲۔ کتاب فیصلہ الہی اور ثنائی روپاسی
۳۔ کتاب ختم نبوت کی حقیقت
۴۔ کتاب ثنائی قول
۵۔ کتاب مباہلہ سے انکار
۶۔ کتاب چودھویں صدی کا یہودی
۷۔ کتاب فیصلہ الہی فیصلہ کن
۸۔ کتاب فیصلہ الہی فیصلہ کن